B.A. Semester 4th

unit – 4th (4)

Course code :– IUURLTC0 401

Course Title :– Study of urdu Nazam

نظم ''روٹیاں'' کی تشریح

نظم روٹیاں نظیر اکبر آبادی کی بہترین نظموں میں سے ایک ہے۔ اس نظم میں روٹی ملنے پر یعنی رزق کی فراوانی ہونے سے انسان کی عادات و اطوار میں جو فرق پیدا ہوتا ہے اُسکا ذکر کرتے ہوئے طنز و ظرافت کے ہلکے پھلکے وار بھی کیے ہیں۔ اس کے برعکس رزق کی کمی ہونے سے انسان کی کیا حالت ہوتی ہے اِسکا نقشہ نظیر نے بڑی بخوبی سے کھینچا ہے۔

اِس نظم میں شاعر فرماتا ہے کہ جب اِنسان کو پیٹ بھر کر روٹی مِل جاتی ہے تو وہ دیوانہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے آپ میں پھولا نہیں سماتا اور اپنی اوقات بھول جاتا ہے پھر وہ خوبصورت حسیناؤں سے چکر بھی چلاتا ہے یعنی عشق و محبت کا اظہار کرتا ہے اور روٹیوں کی وجہ سے اُس کے جسم میں طاقت و توانائی آجاتی ہے تو وہ پھر اپنی طاقت کا مظاہرہ بھی کرنے لگتا ہے۔ شاعر یہاں بیان کرتا ہے کہ دنیا میں جتنے بھی مزے ہیں یا عیش و عشرت ہے یہ سب روٹی کی وجہ سے ہیں

روٹی سے جب انسان کا پیٹ بھر جاتا ہے پھر وہ دوڑتا پھرتا، اُچھلتا کودتا، ہنستا، کھیلتا اور قہقہے لگاتا ہے یعنی وہ اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ پر جاتا ہے ہر وقت اُسکے اندر ایک خوشی کا احساس چھایا رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ ہنسی مذاق کرتا ہے کیونکہ کھانے سے اسکے جسم میں طاقت آجاتی ہے اور اُس طاقت کا بھرپور مظاہرہ وہ طرح طرح کی سرگرمیوں سے ظاہر کرتا ہے۔

تیسرے بند میں شاعر فرماتے ہیں کہ اصل میں روٹی کی کیا قدر و قیمت ہے اور اُسکی کیا وقعت ہے۔ اور یہ بیان کیا ہے جس جگہ پر کھانا پکانے کا سامان میسر ہے یعنی جس سامان سے روٹی تیار کی جاتی ہے یہاں شاعر نے روٹی پکانے کا سامان یعنی ہانڈی چولہا توا اور تنور کا ذکر کرتے ہوئے کیا ہے یہی وہ جگہ ہوتی ہے جہاں پر روٹی پکائی جاتی ہے اصل میں اللہ کی قدرت وہیں پر ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ یہیں پر روٹی تیار ہوتی ہے اور یہی روٹی کھا کر ہم اپنا پیٹ بھرتے ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ پھر شاعر فرماتے ہیں کہ چولہے میں جو آگ جلتی ہے۔ جس آگ میں روٹی پک کر تیار ہوتی ہے اُس آگ کی روشنی میں جو نور نظر آتا ہے۔ سب روشنیوں یہی آگ کی روشنی (یعنی نور) سب سے بڑھ کر ہے۔ سب سے خاص نور یہی ہے۔ کیونکہ اِسی آگ کی وجہ سے ہمارا کھانا ہماری

روٹی تیار ہوتی ہے اور ہمارے پیٹ کا دوزخ بھرتا ہے۔

- اگلے بند میں شاعر نے باورچی خانہ یا رسوئی کا ذکر کیا ہے شاعر کہتے ہیں کہ جب ہم تنور چولہا یا چکی کا ذکر کرتے ہیں یا جہاں پر یہ کھانا پکانے کا سامان رکھا ہو۔ یعنی یہ سب سامان ہمیں باورچی خانہ میں ملتا ہے تو شاعر کہتا ہے کہ باورچی خانہ ہی وہ مقام ہے جہاں پر سب سے پہلے کھانے پینے کا سامان تیار ہوتا ہے اسلئے سب سے پہلے سر جھکا کر رسوئی کو سلام کرو کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں پر ہمیں اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کا سامان ملتا ہے یعنی کھانا روٹی یہیں تیار ہوتی ہیں

اگلے بند میں شاعر فرماتے ہیں کہ یہ روٹیاں ایسی چیز ہیں کہ ان روٹیوں کی وجہ سے دِل خوش و خرم رہتا ہے! - روٹی پکانے سے پہلے جب ہم آٹے کو چھلنی سے چھانتے ہیں پھر گوندھتے ہیں پھر اسکا روٹی بنانے سے پہلے پیڑا تیار کرتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ وہ ایک ایک پیڑا ہمیں برفی یا لڈو سے کم دکھائی نہیں دیتا کیونکہ اسی پیڑے سے روٹی تیار کی جاتی ہے اور اسی روٹی سے پیٹ کی آگ بجھائی جاتی ہے اور اسی روٹی سے ہماری بھوک کم ہوتی ہے بھوک ختم ہوتی ہے اور ہمیں انھیں روٹیوں کی بدولت راحت نصیب ہوتی ہے

شاعر اس بند میں فرماتے ہیں کہ غریب آدمی کے لیئے روٹی کی کیا قدر و منزلت ہے اُسے ہر چیز میں صرف روٹیاں ہی نظر آتی ہیں۔

شاعر کہتے ہیں کہ کسی نے ایک بزرگ سے سوال پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کس کے لیئے بنائے ہیں۔ وہ فقیر یہ بات سُن کر بولا کہ اللہ تیرا بھلا کرے۔ میں تو نہ سورج کی اور نہ چاند کی حقیقت جانتا ہوں۔ مجھے تو یہ سورج اور یہ چاند روٹی جیسے لگتا ہیں۔ کیونکہ سورج اور چاند بھی گول گول دکھائی دیتے ہیں اس لیئے جو مفلوک الحال لوگ ہیں انھیں ہر چیز میں صرف روٹیاں ہی دکھائی دیتی ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے پیٹ کی آگ کو بُجھا سکیں

اس بند میں شاعر فرماتے ہیں کہ پھر اُس نے اس بزرگ سے دوبارہ پوچھا کہ دِل کا نور کیا چیز ہے یا دِل کی روشنی کیسے ملتی ہے یعنی خدا کو کیسے پایا جاتا ہے یا خدا کیسے ملتا ہے۔ نورِ الٰہی کا نظارہ کیا چیز ہے۔ اسکا مشاہدہ کرنے سے کیسے انکشافات ظاہر ہوتے ہیں۔ میری بات کے جواب میں اُس نے کہا کہ اسکے بارے میں تیری عقل کیا کہتی ہے پھر اُس نے کہا کہ دِل کی حالت کیا ہے۔ قبر کے اندر کیا کمالات ظاہر ہوتے ہیں وہ سن کے بولا کہ جتنے بھی کمالات ہیں وہ سب ہمیں روٹیاں دکھائی ہیں

اگلے بند میں شاعر فرماتے ہیں کہ جب انسان کے پیٹ میں روٹی جاتی ہے تو وہ مطمئن و مسرور ہو جاتا ہے اور اُس کو لگتا ہے کہ اُسے دونوں جہاں کی دولت مل گئی - اور اگر سوکھی روٹی کے بدلے اُسے گھی سے چپڑی ہوئی یا گھی لگی ہوئی روٹی مل جاتی ہے - تو اُسکو لگتا ہے کہ دونوں جہانوں کے چودہ طبق جیسے روشن ہو گئے - یعنی اُسکی عقل و فراست بڑھ گئی ہے لیکن بھوکے پیٹ انسان کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے - جتنے بھی کمالات دنیا میں ہوتے ہیں وہ صرف اور صرف روٹیوں کی وجہ سے ہوتے ہیں -

اگلے بند میں شاعر فرماتے ہیں کہ اگر کھانے کو روٹی میسر نہ ہو تو انسان ناکارہ ہو جاتا ہے وہ کوئی کام نہیں کر سکتا کیونکہ اُسکے جسم سے توانائی ختم ہو جاتی ہے وہ کوئی کام کرنے کی کوشش ہی نہیں کر سکتا پھر انسان کو کسی قسم کی کوئی خواہش نہیں رہتی شاعر فرماتے ہیں کہ اگر انسان بھوکے پیٹ ہو تو اس سے خدا کی عبادت بھی نہیں ہو سکتی شاعر کہتے ہیں کہ کسی نے یہ ٹھیک ہی کہا ہے بھوکے پیٹ انسان خدا کی حمد و ثنا بھی نہیں کر سکتا - یہ صرف روٹیاں ہی جو اللہ کی یاد دلاتی ہیں یعنی روٹی کھا کر ہی انسان اللہ کو یاد کرتا ہے - ورنہ بھوکے پیٹ وہ کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں رہتا -

اگلے بند میں شاعر امیر لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ لوگ جو پیسے والے امیر و کبیر ہیں - پوری دنیا اُن کے آگے جھکتی ہے اور ان کے آگے قسم قسم کے گھی میں تر کھانے اور گھی

اور میدے سے تیار شدہ روٹیاں ہیں انہیں کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہے
وہی امیر لوگ بڑے نام والے ہیں بڑے بڑے کمالات دکھانے والے ہیں
وہ بڑے پرہیز گار بنتے ہیں - وہ ایسے لوگ ہیں جنہیں کچھ نہیں کرنا پڑتا
اور پکی پکائی روٹیاں جن کے آگے سجائی جاتی ہے ان ہی کی اس دنیا
میں عزت ہے -

اگلے بند میں شاعر فرماتے ہیں کہ روٹی کے لیئے انسان کیا کیا کرتا ہے - اور روٹی
کے لیئے اسے کیا کیا بننا پڑتا ہے تب جا کر اسے روٹی نصیب ہوتی ہے - روٹی
کے لیئے انسان کو محنت مزدوری کرنی پڑتی ہے جس کی وجہ سے اسکے کپڑے
تک گندے ہو جاتے ہیں - اس کے پاس بال کٹوانے کے لیئے نہ ہی پیسے
ہوتے ہیں اور نہ ہی وقت جس کی وجہ سے اسکے بال تک لمبے ہو جاتے ہیں - روٹی
کے واسطے کپڑے سر کو پر لپیٹ کر محنت کرتے ہیں تاکہ دو وقت روٹی مل سکے
جتنے بھی کمالات ہیں یا جتنے بھی درجے ہیں یا جتنے بھی سوانگ انسان رچاتا
ہے یا دکھاتا ہے وہ صرف اور صرف روٹی کے لیئے ہی کرتا ہے

اگلے بند میں شاعر فرماتے ہیں کہ انسان کو اپنی روزی روٹی کے لیئے کیا کیا ڈھونگ رچانے
پڑتے ہیں، کیا کیا داؤ پیچ کھیلنے پڑتے ہیں - روٹی کے لیئے کیا کیا کھیل کھیلنے پڑتے ہیں
روٹی کے لیئے کیا کیا ناچ دکھانے پڑتے ہیں - روٹی کے چکر میں انسان کو کیسے کیسے
روپ بھرنے پڑتے ہیں - ناچنا پڑتا ہے گانا پڑتا ہے - گھوڑے کو گول گول گھما
کر ڈانس کرنا پڑتا ہے - پھر کہیں جا کر روٹی نصیب ہوتی ہے چھڑی بانٹنے والا
اپنے پیروں میں گھنگھروں باندھ کر ناچتا پھرتا ہے - اس کے علاوہ بھی روٹی
کے لیئے بہت طرح کے حیلے بہانے بنائے جاتے ہیں -

اگلے بند میں شاعر فرماتے ہیں کہ دنیا میں اب دیکھو تو نہ برائی ہے اور نہ ہی اچھائی ہے نا کسی سے دوستی ہے اور نہ دشمنی ہے اور نہ ہی بدمزاجی ہے یہاں کسی کا کسی کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں ہے۔ ایک دوسرے کا کسی کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے سب کچھ اُسی کا ہے جس کے ہاتھ میں (ڈوئی) یعنی حکومت روپیہ پیسہ ہے عزت و دولت ہے۔ اگر کوئی نوکر، ملازم، کام کرنے والا یہ سب کچھ صرف اور صرف روٹی کی خاطر بننا پڑتا ہے۔

آخری بند میں شاعر فرماتے ہیں کہ انسان صرف روٹی کے لیئے ہی بنا ہے جب سے دنیا بنی ہے تب سے ہی انسان اور روٹی کا رشتہ منسلک ہے۔ روٹی کی وجہ سے ہی انسان کی زندگی ہے۔ انسان کی شروع سے ہی روٹی اُسکی سرشت میں شامل ہے۔ روٹی چاہیے جیسی بھی ہو موٹی ہو یا پتلی، خمیری ہو یا فطیری گیہوں کی ہو یا جوار کی یا باجرے کی ہو۔ جس بھی قسم کی روٹی ہو۔ انسان جب کھاتا ہے تو اُس کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور زندگی کے آثار نمایاں نظر آنے لگتے ہیں۔ یہاں شاعر اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ جس بھی قسم کی روٹی مل جائے وہ ہر حال میں اچھی لگتی ہیں۔